:بشپ جان جوزف کی پہلی برسی

[گزشتہ برس ۶ مئی کو مبینہ طور پر بشپ جان جوزف نے اس لیے خودکشی کر لی تھی کہ ''قانون تحفظِ ناموسِ رسالت (۲۹۵-سی)'' کے تحت ایک مسیحی کو عدالت نے سزا کا حکم سنایا تھا۔ اس قانون کے خلاف صف آرا مسیحی حلقوں نے بشپ جان جوزف کی پہلی برسی کے موقع پر جہاں اُنھیں خراجِ تحسین پیش کیا ہے، وہیں دوسرے مطالبات کے ساتھ ایک بار پھر ''قانون تحفظِ ناموسِ رسالت'' کی تنسیخ کا مطالبہ کیا ہے۔

فیصل آباد میں بشپ جوزف کوٹس کی صدارت میں ''اقلیتیں: ماضی، حال اور مستقبل'' کے موضوع پر ایک سیمینار منعقد ہوا جس میں مسیحی مذہبی رہنماؤں اور سیاسی کارکنوں کے ساتھ بعض مسلمان اہل قلم شریک ہوئے۔ یہ مسلمان اہلِ قلم ایک عرصہ پہلے بائیں بازو کے نظریات کے حوالے سے پہچانے جاتے تھے اور آج مغرب کی لبرل اقدار کے منادی ہیں۔

اس سیمینار کے اختتام پر حسبِ ذیل قرارداد منظور کی گئی ہے:

ہم بشپ جان جوزف کی پہلی برسی کے موقع پر فیصل آباد میں منعقد ہونے والے سیمینار کے تمام مسیحی [اور] مسلم روشن خیال شرکاء اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ ہم بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کے پاکستان کو قائم دیکھنا چاہتے ہیں جس میں،

۱- ہر پاکستانی کے لیے انصاف ہو۔

۲- ہر پاکستانی کو برابر کا شہری مانا جائے اور برابر کے حقوق دیے جائیں۔

۳- ہر پاکستانی مساوات اور رواداری کی فضا میں رہے۔

۴- ہر پاکستانی فرقہ واریت، مذہبی تعصب اور امتیازی قوانین کے خاتمے کے لیے جدوجہد کرے۔

نیز ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ

پاکستان میں مخلوط طریقہ انتخاب رائج کیا جائے اور فوری طور پر تعزیراتِ پاکستان ۲۹۵-سی کو ختم کیا جائے۔

ہم اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ ہم شہید بشپ جان جوزف کی تحریک اور عزم کو لے کر آگے بڑھیں گے۔ ہم سب مذہبی، سیاسی، سماجی اور انسانی حقوق کے محرکین حکومت کے ساتھ مل کر پاکستان کو ایک مہذب اور مثالی معاشرہ بنائیں گے۔

بشپ جان جوزف کی پہلی برسی کے موقع پر مسیحی ادیب جناب گلزار وفا چودھری نے انہیں ایک کتاب Sermon in Blood کی شکل میں نذرانۂ عقیدت پیش کیا ہے، اور ایک مسیحی مبصّر کے الفاظ میں جناب مصنف نے اس کتاب میں بشپ جان جوزف کو ''انسانی تاریخ کے عظیم ترین قائدین کی صف میں جگہ دی ہے'' (پندرہ روزہ ''کاتھولک نقیب''، یکم-۱۵ جون ۱۹۹۹ء، ص ۱۸)۔ جناب گلزار وفا چودھری کی کتاب کے علاوہ بشپ جان جوزف کی برسی پر ان کے بارے میں حسبِ ذیل مزید پانچ کتابوں کی تقریبِ رونمائی کا اہتمام کیا گیا۔

۲-۱۔ پُرامن جدوجہد (کتاب اردو اور انگریزی میں الگ الگ شائع ہوئی ہے۔)

۳۔ عہد سے جان نثاری تک

۴۔ ہمارا سورج

۵۔ شناخت سے شہادت تک

عقیدت اور تحسین کے شور میں ماہنامہ ''کلامِ حق'' (گوجرانوالہ) کے مدیر جناب ٹی-ناصر صاحب نے ایک بار پھر بشپ جان جوزف کی مبینہ خودکشی پر اپنے شکوک و شبہات کا اظہار کیا ہے۔ اُن کی تحریر ماہنامہ مذکور کے شکریے کے ساتھ نقل کی جاتی ہے۔ مدیر]

تقدس مآب بشپ جان جوزف کو گزشتہ برس ۶ مئی رات ساڑھے نو بجے ساہیوال سیشن کورٹ کے گیٹ کے باہر شہید کر دیا گیا، اور ان کی ''شہادت'' کو خودکشی کا نام دے دیا گیا۔ چند روز بعد فیصل آباد، لاہور اور دیگر شہروں میں مختلف مواقع پر احتجاجی جلوسوں پر غیر قانونی اور غیر اخلاقی تشدد کیا گیا۔ تحقیقاتی کمیشن مقرر ہوا، تحقیق ہوئی اور چند ہفتوں میں بشپ صاحب کے قتل پر خودکشی کا لیبل لگا کر اُسے داخل دفتر کر دیا گیا۔ ملک کے تمام مسیحی جرائد، مذہبی و سیاسی قائدین نے بھی بشپ جان جوزف کے قتل کو خودکشی تسلیم کرتے ہوئے ان کو شہادت کے اعلیٰ ترین خطابات دے کر اپنی عقیدت کا اظہار کیا اور یوں ایک بڑی حقیقت کو بھلا دیا گیا کہ بشپ جان جوزف جیسا ''مرد آہن'' پستول کی گولی سے شکست نہیں کھا سکتا، اُن کو قتل کیا گیا۔ ہم نے تمام شواہد کے ساتھ ثابت کیا کہ یہ ''خودکشی'' نہیں، بلکہ قتل تھا (''کلامِ حق''، مئی-جون ۱۹۹۸ء ص ۲۴، جولائی ص ا، ص ۱۳-الف، اگست ۱۹۹۸ء، ص ۲)، لیکن ہمارے خیالات سے نہ تو انتظامیہ نے، نہ مذہبی کیتھولک رہنماؤں نے اور نہ ہی دیگر مسیحی رہنماؤں نے اتفاق کیا۔ مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۹۸ء کو ایمبیسیڈر ہوٹل- لاہور میں مسیحی قیادت، قومی و مسیحی صحافت کے معززین کی موجودگی میں مدیر ''کلامِ حق'' نے اعلانیہ اپنے اس یقین کا اعادہ کیا کہ بشپ صاحب کو قتل کیا گیا، اور اس بات پر زور دیا کہ اُن کے قتل کی مناسب تحقیق کروائی جائے، لیکن معلوم و نامعلوم وجوہات کی بناء پر پاکستان کے مسیحیوں کو اس واضح قتل کے سرکاری و کلیسیائی نام ''خودکشی'' پر صبر و شکر کرنا پڑا۔

جیسے جیسے مئی کا مہینہ قریب آ رہا ہے، بشپ صاحب مقتول کی برسی شایانِ شان طریقے سے منانے کی نوید سنائی جا رہی ہے۔ ساہیوال کی مقامی انتظامیہ نے ۶ مئی کو بیرونِ ضلع مسیحی رہنماؤں کی آمد پر پابندی لگا دی ہے (روزنامہ ''دن'' - لاہور، مورخہ ۲۱ اپریل ۱۹۹۹ء) اور جب تک یہ سطور آپ کے پاس پہنچیں گی، برسی منائی جا چکی ہو گی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ کیتھولک کلیسیا اور دیگر عقیدت مندانِ بشپ جان جوزف کے لیے اُن کی برسی منانے کا اس وقت تک کوئی جواز موجود

نہیں، جب تک وہ بشپ صاحب کے ''بلا جواز قتل'' کی بلالحاظ تحقیق نہیں کروا لیتے۔

جان جوزف ایک نام تھا، نہ صرف پاکستان میں، بلکہ عالمی سطح پر، نہ صرف مذہب کے حوالے سے، بلکہ انسانی حقوق کے حوالے سے بھی۔ کیتھولک کلیسیا کے مرکز ''ویٹی کن'' سے لے کر ساری دُنیا کی مذہبی وفلاحی تنظیمیں ان کو جانتی تھیں، بلکہ مانتی بھی تھیں۔ وہ کوئی عام مذہبی شخص نہ تھے کہ چند ماہ کی علالت کے بعد خاموشی سے رخصت ہو گئے اور پاکستانی کلیسیا کو خبر نہ ہوئی۔ ان کی نام نہاد ''خودکشی'' کو عالمی پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا نے بھرپور طریقے سے پیش کیا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ بشپ جان جوزف کے قتل پر چند ہفتوں میں خاموشی اختیار کر لی گئی۔ ہماری نظر میں آج بھی ایک برس گزر جانے پر بشپ صاحب کی موت ایک ''قابل حل'' معمہ ہے، لیکن ہم صرف یاد دہانی کروا سکتے ہیں، مزید کچھ کرنے کا ہمارے پاس اختیار نہیں، اور اختیار والوں کی پُر اسرار خاموشی ہمارے نزدیک ایک طرح کا اقرارِ جرم ہے۔ ہم نے جن شواہد کی نشان دہی کی اور کیتھولک کلیسیائی قیادت کی خاموشی چیخ چیخ کر کہہ رہی ہے کہ بشپ جان جوزف نے خود اپنے ہاتھوں اپنی جان نہیں دی، بلکہ اَن دیکھے ہاتھوں نے اُن کی جان لی ہے اور یہ اَن دیکھے ہاتھ ہماری مقامی انتظامیہ، سیاسی قیادت اور اعلیٰ سطح کی کلیسیائی قیادت کے سامنے موجود ہیں، اور ان ہاتھوں کو پوشیدہ رکھ کر مجرمانہ غفلت کا ارتکاب کیا جا رہا ہے، لیکن ایک دن ضرور آئے گا جب حقیقت پر سے مصنوعی پردے خود بخود اُٹھ جائیں گے، کیوں کہ ممکن نہیں کہ ''خونِ ناحق'' چھپ سکے۔

جو چپ رہے گی زبانِ خنجر
لہو پکارے گا آستیں کا

سلیم خورشید کھوکھر کا احتجاج:

مسیحی برادری کے ایک متحرک سیاست دان جناب جے۔ سالک اپنے چونکا دینے والے